سُوْرَةُ الْحَجِّ

سُوْرَةُ الْحَجِّ ۲۲ مدنیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	اٰیاتہا ۷۸ رکوعاتہا ۱۰
سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ

لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ

مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ

پلانیوالی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ

نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے ف۱ اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں بیخبری سے ف۲

يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ

اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی ف۳ جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہر کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ اس کو بہکائے اور لیجائے

اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

عذاب میں دوزخ کے ف۴

(۱) **قیامت کے زلزلے اور اُن کی شدّت** قیامت کے عظیم الشان زلزلے (بھونچال) دو ہیں۔ ایک عین قیام قیامت کے وقت یا نفخہ ثانیہ کے بعد دوسرا قیامت سے کچھ پیشتر جو علامات قیامت میں سے ہے اگر یہاں دوسرا مراد ہو تو آیت اپنے ظاہر معنی پر رہے گی اور پہلا مراد ہو تو دونوں احتمال ہیں، حقیقۃً زلزلہ آئے اور دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتیں اپنی اسی ہیأت پر محشور ہوں۔ یا زلزلہ سے مراد وہاں کے اہوال و شدائد ہوں اور یوم ترونہا تذھل کل مرضعۃ الخ کو تمثیل پر حمل کیا جائے۔ یعنی اس قدر گھبراہٹ اور سختی ہوگی۔ کہ اگر دودھ پلانے والی عورتیں موجود ہوں تو مارے گھبراہٹ اور شدّت ہول کے اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں۔ اس وقت لوگ اس قدر مدہوش ہونگے کہ دیکھنے والا شراب کے نشہ کا گمان کرے حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام۔ خدا کے عذاب کا تصور اور اہوال و شدائد کی سختی ہوش گم کر دیگی۔ (تنبیہ) اگر یہ گھبراہٹ سب کو عام ہو تو لا یحزنہم الفزع الاکبر میں نفی باعتبار اکثر احوال کے اور یہاں اثبات باعتبار ساعت قلیلہ کے لیا جائیگا۔ اور اگر آیت حاضرہ اکثر ناس کے حق میں ہو، سب کے حق میں نہ ہو تو سرے سے اشکال ہی نہیں۔

ف۱ جس کی قسمت میں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۲) **اللہ کی باتوں میں جھگڑنے والے** | یعنی اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے اُن میں یہ لوگ جھگڑتے اور کج بحثیاں کرتے ہیں اور جہل و بے خبری سے عجیب احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں۔ چنانچہ قیامت، بعث بعد الموت اور جزاء و سزا وغیرہ پر ان کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب آدمی مر کر گل سڑ گیا اور ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو گئیں تو یہ کیسے سمجھ میں آئے کہ وہ پھر زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئیگا۔

(۳) **ہر شیطان کی پیروی کرنے والے** | یعنی جن یا آدمیوں میں کا جو شیطان اس کو اپنی طرف بلائے یہ فوراً اسی کے پیچھے چل پڑتا ہے گویا گمراہ ہونے کی ایسی کامل استعداد رکھتا ہے کہ کوئی شیطان کسی طرف پکارے یہ اس پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

(۴) یعنی شیطانِ مرید کے متعلق یہ طے شدہ امر ہے کہ جو اُس کی رفاقت اور پیروی کرے وہ اپنے ساتھ اُسے بھی لے ڈوبتا ہے اور گمراہ کر کے دوزخ سے ورے نہیں چھوڑتا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ

اے لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اُٹھنے میں تو ہمنے تم کو بنایا ف۵ مٹی سے پھر قطرہ سے ف۶ پھر

مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا

جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے ف۷ اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں ف۸ اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ

نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ

میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک ف۹ پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے

مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ

پھیر بلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھے ف۱۰ اور تو دیکھتا ہے زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا

اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اُس پر پانی تازی ہو گئی اور اُبھری اور اُگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں ف۱۱ یہ سب کچھ اس واسطے کہ اللہ وہی

الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ۙ

ہے محقق[1] اور وہ جلاتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔

(۵) **دوبارہ زندگی پر شبہ اور جواب** | یعنی اگر یہ دھوکا لگ رہا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر دوبارہ کیسے جی اُٹھیں گے تو خود اپنی پیدائش میں غور کرو کس طرح ہوئی ہے۔

(۶) **تخلیقِ انسانی کے مختلف مراحل** | یعنی اوّل تمہارے باپ آدم کو مٹی سے، پھر تم کو قطرہ منی سے بنایا، یا یہ مطلب ہے کہ مٹی سے غذا نکالی جس سے کئی منزلیں طے ہو کر نطفہ بنا، پھر نطفہ سے کئی درجے طے کر کے تمہاری تشکیل و تخلیق ہوئی۔

(۷) یعنی نطفہ سے جما ہوا خون اور خون سے گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔ جس پر ایک وقت آتا ہے کہ آدمی کا پورا نقشہ (ہاتھ پاؤں آنکھ ناک وغیرہ) بنا دیا جاتا ہے۔ اور ایک وقت ہوتا ہے کہ ابھی تک نہیں بنایا گیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض کی پیدائش مکمل کر دیجاتی ہے اور بعض

[1] دلی۔ [2] تحقیق۔

Brought To You By www.e-iqra.info

یونہی ناقص صورت میں گر جاتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ بعض بے عیب ہوتا ہے بعض عیب دار،۔

(۸) کہ خود تمہاری اصل کیا تھی اور کتنے روز گذرنے کے بعد آدمی بنے ہو۔ اسی کو سمجھ کر بہت سی حقائق کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ اور بعث بعد الموت کا امکان بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔

(۹) یعنی جتنی مدت جس کو رحم مادر میں ٹھہرانا مناسب ہوتا ہے ٹھہراتے ہیں۔ کم از کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یا چار برس علی اختلاف الاقوال۔

(۱۰) **انسانی عمر کے مختلف مراحل** یعنی جس طرح اندر رہ کر بہت سے مدارج طے کئے ہیں، باہر آکر بھی تدریجاً بہت منازل میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ایک بچپن کا زمانہ ہے جب آدمی بالکل کمزور و ناتوان ہوتا ہے اور اُس کی تمام قوتیں چھپی رہتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ کامن (پوشیدہ) قوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جسمانی حیثیت سے ہر چیز کمال شباب کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر بعض تو جوانی ہی میں مرجاتے ہیں اور بعض اُس عمر کو پہنچتے ہیں جہاں پہنچ کر آدمی کے اعضاء و قویٰ جواب دیدیتے ہیں وہ سمجھ دار بننے کے بعد ناسمجھ اور کارآمد ہونے کے بعد نکما ہو جاتا ہے۔ یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے اور جانی ہوئی چیزوں کو کچھ نہیں جانتا۔ گویا بوڑھا ہو کر پھر بچہ بن جاتا ہے۔

(۱۱) **مُردہ زمین کا زندہ ہونا** یعنی زمین مردہ پڑی تھی، رحمت کا پانی پڑتے ہی جی اٹھی اور تر و تازہ ہو کر لہلہانے لگی قسم قسم کے خوش منظر فرحت بخش اور نشاط افزا پودے قدرت نے اُگا دیے۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکا نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو ف۱۲ اور بعضا شخص وہ ہر جو

يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ

جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون روشن کتاب کے ف۱۳ اپنی کروٹ موڑ کر ف۱۴ تاکہ بہکائے اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ

اُس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور چکھائینگے ہم اُسکو قیامت کے دن جلنے[1] کی مار ف۱۵ یہ اُس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے

اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ ع ۸

دو ہاتھ اور اُس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا بندوں پر ف۱۶ اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر پھر اگر پہنچی اُس کو بھلائی

خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ

تو قایم ہو گیا اُس عبادت پر اور اگر پہنچ گئی اُس کو جانچ پھر گیا اُلٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے

هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

ٹوٹنا صریح ف۱۷ پکارتا ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز کو کہ نہ اُسکا نقصان کرے اور نہ اُس کا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا

الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

گمراہ ہو کر ف۱۸ پکارے جاتا ہے اُس کو جس کا ضرر پہنچے نفع سے ف۱۹ بیشک برا دوست ہے اور برا رفیق ف۲۰

[1] جلنے کا عذاب۔ [2] مصیبت۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۲) **وجود صانع آخرت اور بعث بعد الموت کا اثبات** | انسان کی پیدائش اور کھیتی کی مثالوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں چند باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ یقیناً اور بالتحقیق اللہ موجود ہے ورنہ ایسی منظم متقن اور حکیمانہ صنعتیں کہاں سے ظاہر ہوئیں (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ مردہ اور بے جان چیزوں کو زندہ اور جاندار بنا دیتا ہے۔ چنانچہ مشت خاک یا قطرہ آب سے انسان بنا دینا اور افتادہ زمین میں رُوح نباتی پھونک دینا اس پر شاہد ہے، پھر دوبارہ پیدا کر دینا اُس کو کیا مشکل ہے (۳) یہ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر ہر چیز اُس کی قدرت کے نیچے نہ ہوتی تو ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ (۴) یہ کہ قیامت ضرور آنی چاہیئے اور اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ضرور ملنی چاہیئے کیونکہ اتنے بڑے انتظامات یوں ہی لغو اور بیکار نہیں ہو سکتے۔ جس حکیم مطلق اور قادر علی الاطلاق نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے انسان کو ایسی عجیب و غریب صفت کے ساتھ پیدا کیا، کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ اُس نے اُس کی زندگی بیکار بنائی ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً انسان کی یہ محدود زندگی جس میں سعادت و شقاوت نیکی بدی اور رنج و راحت باہم مخلوط رہتے ہیں اور امتحان و انتقام کی صورتیں ایک دوسرے سے مکمل اور نمایاں طور پر متمیز نہیں ہوتیں، اس کو مقتضی ہے کہ کوئی دوسری زندگی ہو جہاں سعید و شقی، مجرم و وفادار صاف طور پر الگ الگ ہوں اور ہر ایک اس مقام پر پہنچایا جائے جہاں پہنچنے کے لئے بنایا گیا ہے اور جس کے استعداد اپنے اندر رکھتا ہے۔ مادی حیثیت سے منی کے جن اجزاء میں نطفہ بننے کی استعداد تھی اُن سے نطفہ بنا، اسی طرح نطفہ کی پوشیدہ قوتیں علقہ میں، علقہ کی مضغہ میں، مضغہ کی طفل میں آئیں اور جوانی کے وقت اُن کا پورا ظہور ہوا۔ یا زمین کی پوشیدہ قوتیں بارش کا چھینٹا پڑنے سے ظہور پذیر ہوئیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ انسان میں سعادت و شقاوت کی جو روحانی قوتیں ودیعت کی گئیں۔ یا نیکی اور بدی میں پھولنے پھلنے کی جو زبردست استعداد رکھی ہے وہ اپنے پورے شباب کو پہنچے، اور کامل ترین اشکال و صورتیں ظاہر ہوں۔ اسی کا نام بعث بعد الموت ہے۔ جو دنیا کی زندگی کا موجودہ دور ختم کرنے کے بعد وقوع پذیر ہوگا۔

(۱۳) **منکرین کے اوہام و ظنون** | یعنی ایسے واضح دلائل و شواہد سننے کے بعد بھی بعض کجرو اور ضدی لوگ اللہ کی باتوں میں یوں ہی بے سند جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے پاس نہ کوئی علم ضروری ہے نہ دلیل عقلی نہ دلیل سمعی، محض اوہام و ظنون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۴) یعنی اعراض و تکبّر کے ساتھ۔

(۱۵) **دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب** | یعنی جو شخص بدون حجت و دلیل محض عناد سے خدا کی باتوں میں جھگڑتا ہے اور غرض یہ ہو کہ دوسرے لوگوں کو ایمان و یقین کی راہ سے ہٹا دے اُس کو دنیا میں خدا تعالیٰ ذلیل کریگا۔ اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ۔

(۱۶) یعنی جب سزا دیں گے تو کہا جائے گا کہ خدا کی طرف سے کسی پر ظلم و زیادتی نہیں..... تیرے ہاتھوں کی کرتوت ہے۔ جس کا مزہ آج چکھ رہا ہے۔

(۱۷) **مذبذبین کی حالت** | یعنی بعض آدمی محض دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے اور اُس کا دل مذبذب رہتا ہے اگر دین میں داخل ہو کر دنیا کی بھلائی دیکھے، بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے، اُدھر دنیا گئی اِدھر دین گیا، کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی اس طرف ہے نہ اس طرف، جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل بھاگے۔

(۱۸) **غیر اللہ کو پکارنا** | یعنی خدا کی بندگی چھوڑی دنیا کی بھلائی نہ ملنے کی وجہ سے۔ اب پکارتا ہے اُن چیزوں کو جن کے اختیار میں نہ ذرّہ برابر بھلائی ہے نہ بُرائی۔ کیا خدا نے جو چیز نہیں دی تھی وہ پتھروں سے حاصل کریگا؟ اس سے بڑھ کر کھلی حماقت کیا ہوگی۔

(۱۹) **شرک کا ضرر** | یعنی بتوں سے نفع کی تو اُمید موہوم ہے (بت پرستوں کے زعم کے موافق) لیکن اُن کو پوجنے کا جو ضرر ہے وہ

Brought To You By www.e-iqra.info

قطعی اور یقینی ہے اس لئے فائدہ کا سوال تو بعد کو دیکھا جائیگا، نقصان ابھی ہاتھوں ہاتھ پہنچ گیا۔

(۲۰) جب قیامت میں بت پرستی کے نتائج سامنے آئیں گے تو بت پرست بھی یہ کہیں گے "لَبِئْسَ الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ" یعنی جن سے بڑی امداد ورفاقت کی توقع تھی وہ بہت ہی بُرے رفیق اور مددگار ثابت ہوئے کہ نفع تو کیا پہنچاتے اُلٹا اُن کے سبب سے نقصان پہنچ گیا۔ ؎ مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا ۔ موم سمجھا تھا ترے دل کو سو پتھر نکلا۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

اللہ داخل کریگا اُن کو جو ایمان لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے اُن کے نہریں ف۲۱

إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اللہ کرتا ہے جو چاہے ف۲۲ جس کو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کریگا اُس کی اللہ دنیا میں اور آخرت

فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَ

بس تو تان لے ایک رسّی آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اُس کی اس تدبیر سے اُس کا غصہ ف۲۳ اور

كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

یوں اُتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ کہ اللہ سمجھا دیتا ہے جس کو چاہے ف۲۴ جو لوگ مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں

هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

اور صابیین اور نصاریٰ اور مجوس ف۲۵ اور جو شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کریگا اُن میں قیامت

الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾

کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۲۶

(۲۱) **مومنین کا انجام** منکرین مجادلین اور مذبذبین کے بعد یہاں مومنین مخلصین کا انجام نیک بیان فرمایا۔

(۲۲) جس کو مناسب جانے سزا دے اور جس پر چاہے انعام فرمائے۔ اُس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔

(۲۳) **حاسدین کا غصہ اللہ کی نصرت کو نہیں روک سکتا** "لن ینصرہ" میں ضمیر مفعول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے جن کا تصور قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں گویا ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی قرآن کے اولین مخاطب ہیں گویا مومنین کا انجام ذکر کرنے کے بعد یہ اُن کے پیغمبر کے مستقبل کا بیان ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے رسول سے دنیوی اور اُخروی فتح ونصرت کے جو وعدے کر چکا ہے وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے، خواہ کفار وحاسدین کتنا ہی غیظ کھائیں اور نصرت ربانی کے روکنے کی کیسی ہی تدبیریں کرلیں، لیکن حضور کی نصرت وکامیابی کسی طرح رُک نہیں سکتی یقیناً آکر رہے گی۔ اگر ان کفار وحاسدین کو اس پر زیادہ غصہ ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کوشش سے خدا کی مشیت کو روک سکیں گے تو اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے دیکھ لیں، حتیٰ کہ ایک رسی اوپر چھت میں لٹکا کر گلے میں ڈال لیں اور خود پھانسی لیکر غیظ سے مرجائیں، یا ہو سکتا ہو تو آسمان میں رسّی تان کر اوپر چڑھیں اور وہاں سے آسمانی امداد کو منقطع کرآئیں، پھر دیکھیں کہ ان تدبیروں سے وہ چیز آنی بند ہو جاتی ہے۔ جس پر انہیں اس قدر غصہ اور پیچ وتاب ہے۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کو "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ" الخ

Brought To You By www.e-iqra.info

کے مضمون سے مربوط کر کے نہایت لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اُن کے نزدیک "مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ" الخ میں ضمیر مفعول "مَنْ" کی طرف لوٹتی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے نا اُمید ہو کر اُس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجنے لگے وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ قیاس کرے جیسے ایک شخص اُونچی لٹکتی رسّی سے لٹک رہا ہے، اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسّی اوپر کھنچے تو چڑھ جائے۔ جب رسّی توڑ دی تو کیا توقع رہی۔ کیا خدا کی رحمت سے نا اُمید ہو کر کامیابی حاصل کر سکیگا؟ گویا رسّی" کہا اللہ کی اُمید کو، اس کا کاٹ دینا نا امید ہو جانا اور آسمان سے مراد بلندی ہے واللہ اعلم۔

(۲۴) یعنی کیسی صاف صاف مثالیں اور کھلی باتیں ہیں۔ مگر سمجھتا وہ ہی ہے جسے خدا سمجھ دے۔

(۲۵) **مجوس کا عقیدہ** مجوس آگ پوجتے ہیں اور دو خالق مانتے ہیں ایک خیر کا خالق جس کا نام "یزداں" ہے، دوسرا شر کا جس کو "اہرمن" کہتے ہیں اور کسی نبی کا نام بھی لیتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ پیچھے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں۔ شہرستانی نے "مِلَل و نحل" میں اِن کے مذہب پر جو کلام کیا ہے اُسے دیکھا جائے "صابئین" وغیرہ کا ذکر پہلے گذر چکا۔

(۲۶) **قیامت کے دن فیصلہ ہوگا** یعنی تمام مذاہب و فرق کے نزاعات کا عملی اور دوٹوک فیصلہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے قیامت کے دن ہوگا۔ سب جُدا کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دئے جائیں گے اللہ ہی جانتا ہے کہ کون کس مقام یا کس سزا کا مستحق ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ

اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی ف۲۷ اور بہت ہیں کہ اُن پر ٹھہر چکا عذاب ف۲۸ اور جس کو

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫

اللہ ذلیل کرے اُسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف۲۹ یہ دو مدعی ہیں جھگڑے ہیں اپنے رب پر ف۳۰

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۚ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ

سو جو منکر ہوئے اُن کے واسطے[1] بیونتی ہیں کپڑے آگ کے ف۳۱ ڈالتے ہیں اُن کے سر پر جلتا پانی گل کر نکلتا ہر

بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ؕ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

اُس سے جو کچھ اُن کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور اُنکے واسطے ہتوڑے ہیں لوہے کے ف۳۲ جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۫ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اُسی کے اندر سکھتے رہو جلنے کا عذاب ف۳۳

(۲۷) **مخلوقات کا اللہ کو سجدہ** ایک سجدہ ہے جس میں آسمان و زمین کی ہر ایک مخلوق شامل ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت کے آگے تکوینًا سب مطیع و منقاد اور عاجز و بے بس ہیں۔ خواہی نخواہی سب کو اُس کے سامنے گردن ڈالنا اور سر جھکانا پڑتا ہے دوسرا سجدہ ہے ہر چیز

[1] کترے (قطع کئے)۔ [2] مونگریاں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کا جدا۔ وہ یہ کہ جس چیز کو جس کام کے لئے بنایا اُس کام میں لگے۔ یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے۔ مگر آدمیوں کو چھوڑ کر اور ساری خلقت کرتی ہے۔ بناءً علیہ اِنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ الخ میں ہر چیز کا اپنی شان کے لائق سجدہ مراد ہوگا یا مَنْ فِی الْاَرْضِ" کے بعد دوسرا "یَسْجُدُ" مقدر نکالا جائیگا (تنبیہ) پہلی آیت سے ربط یہ ہوا کہ مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں حالانکہ دوسری تمام مخلوق خدا کی مطیع و منقاد ہے، انسان جو ساری مخلوق سے زائد عاقل ہے، چاہیئے تھا کہ اُس کے کل افراد اوروں سے زیادہ متفق ہوتے۔

(۲۸) یعنی سجدہ سے انکار و اعراض کرنے کی بدولت عذاب کے مستحق ہوئے۔

(۲۹) یعنی خدا تعالیٰ جس کو اُس کی شامت اعمال سے ذلیل کرنا چاہے اُسے ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت کے مقام پر کون پہنچا سکتا ہے؟۔

(۳۰) **دو فریق کون ہیں؟** یعنی پہلے "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا الصّٰبِئُوْنَ" الیٰ آخرہ میں جن فرقوں کا ذکر ہوا اُن سب کو حق و باطل پر ہونے کی حیثیت سے دو فریق کہہ سکتے ہیں۔ ایک مومنین کا گروہ جو اپنے رب کی سب باتوں کو من و عن تسلیم کرتا اور اُس کے احکام کے آگے سربسجود رہتا ہے۔ دوسرے کفار کا مجمع جس میں یہود، نصاریٰ، مجوس، مشرکین، صابئین وغیرہم سب شامل ہیں۔ جو ربانی ہدایات کو قبول نہیں کرتے اور اُس کی اطاعت کے لئے سر نہیں جھکاتے، یہ دونوں فریق دعاوی میں، بحث و مناظرہ میں اور جہاد و قتال کے مواقع میں بھی ایک دوسرے کے مدمقابل رہتے ہیں۔ جیسا کہ "بدر" کے میدان مبارزہ میں حضرت علی، حضرت حمزہ اور عبیدۃ بن الحارث رضی اللہ عنہم تین کافروں (عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، اور ولید بن عتبہ) کے مقابلہ پر نکلے تھے۔ آگے دونوں فریق کا انجام بتلاتے ہیں۔

(۳۱) **آگ کے لباس** یعنی جس طرح لباس آدمی کے بدن کو ڈھانپ لیتا ہے، جہنم کی آگ اسی طرح ان کو محیط ہوگی۔ یا کسی ایسی چیز کے کپڑے پہنائے جائیں گے جو آگ کی گرمی سے بہت سخت اور بہت جلد تپنے والے ہوں۔

(۳۲) **دوزخ کی سزائیں۔ لوہے کے ہتوڑے** دوزخیوں کے سر کو ہتوڑے سے کچل کر کھولتا ہوا پانی اُوپر سے ڈالا جائیگا جو دماغ کے راستہ سے پیٹ میں پہنچے گا جس سے سب انتڑی اوجھڑی کٹ کٹ کر نکل پڑے گی اور بدن کی بالائی سطح کو جب پانی مس کرے گا تو بدن کا چمڑا گل کر گر پڑے گا۔ پھر اصلی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے اور بار بار یہی عمل ہوتا رہے گا۔ "کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ (نساء رکوع ۸) اللّٰھم اعذنا من غضبک و عذابک۔

(۳۳) یعنی دوزخ میں گھٹ گھٹ کر چاہیں گے کہ کہیں کو نکل بھاگیں، آگ کے شعلے اُن کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے پھر فرشتے آہنی گرز مار کر نیچے دھکیل دینگے اور کہا جائیگا کہ دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو جس سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ

بیشک اللہ داخل کریگا اُن کو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں گہنا پہنائیں گے

فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ

اُن کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی ف۳۴ اور اُن کی پوشاک ہو وہاں ریشم کی ف۳۵ اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات

الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ

کی ف۳۶ اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف۳۷ جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور

ف۳۴ یعنی خوبیوں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ

مسجد حرام سے جو ہمنے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنیوالا ف۳۸ اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ

بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۵ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ ع ۳ ۱۰

شرارت سے اسے ہم چکھائینگے ایک عذاب درد ناک ف۳۹ اور جب ٹھیک کردی ہمنے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی ف۴۰ کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ

شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۲۶ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ

کسی کو ف۴۱ اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع و سجدہ والوں کے ف۴۲ اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ

يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝۲۷ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ

آئیں تیری طرف پیروں چل کر اور سوار ہو کر دبلے اونٹوں پر چلے آئیں راہوں دور سے ف۴۳ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر ف۴۴

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا

اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر جو پایوں مواشی کے جو اللہ نے دیے ہیں انکو ف۴۵ سو کھاؤ اس میں سے

وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۝۲۸

اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف۴۶

(۳۴) **اہل جنّت کے زیور اور کنگن** یعنی بڑی آرائش اور زیب و زینت سے رہیں گے اور ہر ایک عنوان سے تجمل و تنعم کا اظہار ہوگا۔

(۳۵) **اہل جنّت کا لباس** پہلے "قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ" میں دوزخیوں کا لباس مذکور ہوا تھا، اس کے بالمقابل یہاں جنتیوں کا پہناوا بیان فرماتے ہیں کہ ان کی پوشاک ریشم کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں (چیزیں مردوں کے لئے) یہاں نہیں۔ اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ہاتھ میں ڈالتے ہیں (تنبیہ) احادیث میں ہے کہ جو مرد یہاں ریشم کا لباس پہنیگا آخرۃ میں نہیں پہنے گا۔ اگر وہ پہننے والا کافر ہے تب تو ظاہر ہے کہ وہ جنت میں داخل ہی نہ ہوگا کہ جنتیوں کا لباس پہنے۔ ہاں اگر مومن ہے تو شاید کچھ مدّت تک اس لباس سے محروم رکھا جائے پھر ابدالآباد تک پہنتا رہے اور اس لامتناہی مدت کے مقابلہ میں یہ قلیل زمانہ غیر معتد بہ سمجھا جائے۔

(۳۶) **اہل جنّت کی پاکیزہ گفتگو** دنیا میں بھی کہ لاالٰہ الاّ اللہ کہا، قرآن پڑھا، خدا کی تسبیح و تحمید کی، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا اور آخرت میں بھی کہ فرشتے ہر طرف سے سلام کریں گے اور جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ستھری باتیں کرتے ہونگے بک بک جھک جھک نہ ہوگی اور نعمائے جنّت پر شکر خداوندی بجا لائیں گے۔ مثلاً کہیں گے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْجَنَّةَ" سورہ فاطر میں ہے "يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ" الآیہ۔ اس سے آیت حاضرہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ نبہ علیہ فی الروح۔

(۳۷) یعنی اللہ کی راہ پائی جس کا نام اسلام ہے یہ راہ خود بھی حمید ہے اور راہ والا بھی حمید ہے۔ یا راہ پائی اس جگہ کی جہاں پہنچکر آدمی کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔

ف۳۸ حرمت والی مسجد سے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۸) **اللہ کی راہ سے روکنے والے** پہلے "هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا" الخ میں مومنین اور کفّار کے اختصام (جھگڑے) کا ذکر تھا۔ اُسی اختصام کی بعض صورتوں کو یہاں بیان فرمایا ہے۔ یعنی ایک وہ لوگ ہیں جو خود گمراہ ہونے کے ساتھ دوسروں سے مزاحم ہوتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ کے راستہ پر نہ چلے۔ حتیٰ کہ جو مسلمان اپنے پیغمبر کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ معظمہ جارہے تھے ان کا راستہ روک دیا۔ حالانکہ مسجد حرام (یا حرم شریف کا وہ حصّہ جس سے لوگوں کی عبادات و مناسک کا تعلق ہے) سب کے لئے یکساں ہے۔ جہاں مقیم و مسافر اور شہری و پردیسی کو ٹھہرنے اور عبادت کرنے کے مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔ ہاں وہاں سے نکالے جانے کے قابل اگر ہیں تو وہ لوگ جو شرک اور شرارتیں کرکے اس بقعہ مبارکہ کی بے تعظیمی کرتے ہیں۔ (تنبیہ) بیوت مکہ کی ملکیت اور بیع و شراء وغیرہ کا مسئلہ ایک مستقل مسئلہ ہے جس کی کافی تفصیل روح المعانی وغیرہ میں کی گئی ہے۔ یہاں اس کے بیان کا موقع نہیں۔

(۳۹) **حرم شریف میں گناہوں کی سزا** یعنی جو شخص حرم شریف میں جان بوجھ کر بالارادہ بے دینی اور شرارت کی کوئی بات کریگا اُس کو اُس سے زیادہ سخت سزا دیجائے گی جو دوسری جگہ ایسا کام کرنے پر ملتی۔ اسی سے اُن کا حال معلوم کرلو جو ظلم و شرارت سے مومنین کو یہاں آنے سے روکتے ہیں۔

(۴۰) **خانہ کعبہ کی جگہ** کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ پہلے سے بزرگ تھی، پھر مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ بیت اللہ تعمیر کرو۔ اُس معظم جگہ کا نشان دکھلایا گیا۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ (تنبیہ) "مسجد حرام" کا ذکر پہلے آیا تھا اُس کی مناسبت سے کعبہ کی بناء کا حال اور اُس کے متعلق بعض احکام دور تک بیان کئے گئے ہیں۔

(۴۱) **کعبہ کی بنیاد توحید پر** یعنی اس گھر کی بنیاد خالص توحید پر رکھو، کوئی شخص یہاں آکر اللہ کی عبادت کے سوا کوئی مشرکانہ رسوم نہ بجالائے۔ کفار مکّہ نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہاں تین سو ساٹھ بت لاکر کھڑے کردیے۔ العیاذ باللہ جن کی گندگی سے ہمیشہ کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے گھر کو پاک کیا۔ فلہ الحمد والمنۃ۔

(۴۲) یعنی خالص اِن ہی لوگوں کے لئے رہے اور سب سے پاک کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "پہلی اُمّتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی اُمّت محمدیہ کی نماز میں ہے۔ تو خبر دی کہ آگے لوگ ہوں گے اِس کے آباد کرنیوالے" وفیہ نظر فتامّل۔

(۴۳) **حج کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی پکار** جب کعبہ تعمیر ہوگیا تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ۔ حق تعالیٰ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچادی (بلا تشبیہ جیسے آج کل ہم امریکہ یا ہندوستان میں بیٹھ کر لندن کی آوازیں سُن لیتے ہیں) جس کے لئے حج مقدر تھا اُس کی روح نے لبیک کہا۔ وہ ہی شوق کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ ہزاروں آدمی پاپیادہ تکلیفیں اُٹھاتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور بہت سے اتنی دور سے سوار ہوکر آتے ہیں کہ چلتے چلتے اونٹنیاں تھک جاتی اور دُبلی ہوجاتی ہیں، بلکہ عموماً حاجیوں کو عمدہ سانڈنیاں کہاں ملتی ہیں ان ہی سوکھے دُبلے اونٹوں پر منزلیں قطع کرتے ہیں۔ یہ گویا اس دعاء کی مقبولیت کا اثر ہے جو حضرت ابراہیم نے کی تھی "فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ" (ابراہیم رکوع ۶)

(۴۴) **منافع حج** اصل مقصد تو دینی و اُخروی فوائد کی تحصیل ہے مثلاً حج و عمرہ اور دوسری عبادات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور روحانی ترقیات کے بلند مقامات پر فائز ہونا۔ لیکن اِس عظیم الشان اجتماع کے ضمن میں بہت سے سیاسی، تمدنی اور اقتصادی فوائد بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ کما لا یخفی۔

(۴۵) **ایّام معلومات میں ذکر اللہ** "ایام معلومات" سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک تین دن قربانی کے

Brought To You By www.e-iqra.info

مُراد ہیں۔ بہرحال ان ایّام میں ذکراللہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اسی ذکر کے تحت میں خصوصیّت کے ساتھ یہ بھی داخل ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔ ان دنوں میں بہترین عمل یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

(۴۶) **قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت** بعض کفّار کا خیال تھا کہ قربانی کا گوشت خود قربانی کرنے والے کو نہ کھانا چاہیئے، اس کی اصلاح فرمادی کہ شوق سے کھاؤ، دوستوں کو دو اور مصیبت زدہ محتاجوں کو کھلاؤ۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَ

پھر چاہیئے کہ ختم کردیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا ف۴۷ یہ سُن چکے اور

مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى

جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی حرمتوں کی سو وہ بہتر ہے اُسکے لئے اپنے رب کے پاس ف۴۸ اور حلال ہیں تم کو چوپائے ف۴۹ مگر جو تم کو

عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

سناتے ہیں ف۵۰ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے ف۵۱ اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ف۵۲ ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کہ اُسکے ساتھ شریک

بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

بنا کر ف۵۳ اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اُچکتے ہیں اُس کو اُڑنیوالے مردار خوار یا جا ڈالا اُس کو ہوا نے کسی دور

مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

مکان میں ف۵۴ یہ سُن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے ف۵۵

(۴۷) **بیت اللہ کا طواف** جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں حجامت نہیں بنواتے، ناخن نہیں لیتے، بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن پر میل اور گرد و غبار چڑھ جاتا ہے زیادہ مل دل کر غسل نہیں کرتے، ایک عجیب عاشقانہ و مستانہ حالت ہوتی ہے، اب دسویں تاریخ کو سب قصّے تمام کرتے ہیں، حجامت بنوا کر غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف زیارت کو جاتے ہیں، جس کو ذبح کرنا ہو پہلے ذبح کر لیتا ہے اور اپنی منتیں پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنی مرادوں کے واسطے جو منتیں مانی ہوں ادا کریں۔ اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں بعض کے نزدیک "نذور" کے لفظ سے مناسک حج یا واجبات حج مراد ہیں۔ اور یہ ہی اقرب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تنبیہ) "عتیق" کے معنی قدیم پُرانے کے ہیں، اور بعض کے نزدیک "بیت عتیق" اس لئے کہا کہ اس گھر کو برباد کرنے کی غرض سے جو طاقت اُٹھے گی حق تعالےٰ اُس کو کامیاب نہ ہونے دیگا۔ تا آنکہ خود اُس کا اُٹھا لینا منظور ہو۔

(۴۸) **حرمت اللہ کی تشریح** یعنی حرام چیزوں کو بھاری سمجھ کر چھوڑ دینا یا اللہ نے جن چیزوں کو محترم قرار دیا ہے اُن کا ادب و تعظیم قائم رکھنا بڑی خوبی اور نیکی کی بات ہے جس کا انجام نہایت اچھا ہوگا۔ محترم چیزوں میں قربانی کا جانور، بیت اللہ صفا مروہ، منیٰ، عرفات، مسجدیں، قرآن، بلکہ تمام احکام الٰہیہ آجاتے ہیں۔ خصوصیّت سے یہاں مسجد حرام اور ہدی کے جانور کی تعظیم پر زور دینا ہے کہ خدائے واحد کے پرستاروں کو وہاں آنے سے نہ روکیں نہ قربانی کے آئے ہوئے جانوروں کو واپس جانے پر مجبور کریں بلکہ قیمتی اور موٹے تازے جانور قربان کریں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۹) **حلال جانوروں کی قربانی** یعنی اُن کے ذبح کرنے کا حکم تعظیم حُرمات اللہ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ جس مالک نے ایک چیز کی حُرمت بتلائی تھی اُسی کی اجازت سے اور اُسی کے نام پر وہ قربان کیجاتی ہے۔

(۵۰) یعنی جن جانوروں کا حرام ہونا وقتاً فوقتاً تم کو سُنایا جاتا رہا ہے جیسا کہ سورۂ "انعام" میں تفصیلاً گذر چکا، وہ حلال نہیں۔

(۵۱) **غیر اللہ کی قربانی سے اجتناب** یعنی جانور اللہ کی مخلوق و مملوک ہیں، اُس کی اجازت سے اسی کے نام پر ذبح کئے جاسکتے ہیں اور اسی کے کعبہ کی نیاز ہو سکتے ہیں، جو جانور کسی بُت یا دیوی دیوتا کے استھان پر ذبح کیا گیا وہ مردار ہوا۔ ایسی شرکیات اور گندے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

(۵۲) **جھوٹی بات سے بچنے کا حکم** جھوٹی بات زبان سے نکالنا، جھوٹی شہادت دینا، اللہ کے پیدا کئے ہوئے جانور کو غیر اللہ کے نام زد کر کے ذبح کرنا کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حلال و حرام کہنا، سب "قول الزور" میں داخل ہے۔ "قول الزور" کی بُرائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو یہاں شرک کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اعراف رکوع ۴) احادیث میں بڑی تاکید و تشدید سے آپ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

(۵۳) یعنی ہر طرف سے ہٹ کر ایک اللہ کے ہو کر رہو۔ تمہارے تمام افعال دینیات بالکلیہ بلا شرکت غیرے خالص خدا کیلئے ہونے چاہئیں

(۵۴) **شرک کی مثال** یہ شرک کی مثال بیان فرمائی، خلاصہ یہ ہے کہ توحید نہایت اعلیٰ اور بلند مقام ہے۔ اُس کو چھوڑ کر جب آدمی کسی مخلوق کے سامنے جھکتا ہے تو خود اپنے کو ذلیل کرتا اور آسمانِ توحید کی بلندی سے پستی کی طرف گراتا ہے ظاہر ہے اس قدر اُونچے سے گر کر زندہ بچ نہیں سکتا۔ اب یا تو اہواء و افکار رویئہ کے مردار خوار جانور چاروں طرف سے اس کی بوٹیاں نوچ کر کھائیں گے یا شیطان لعین ایک تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اُس کو اُڑا لیجائیگا اور ایسے گہرے کھڈ میں پھینکیگا جہاں کوئی ہڈی پسلی نظر نہ آئے۔ یا یُوں کہو کہ مثال میں دو قسم کے مشرکوں کا الگ الگ حال بیان ہوا ہے۔ جو مشرک اپنے شرک میں پوری طرح پکا نہیں مذبذب ہے کبھی ایک طرف جُھک جاتا ہے۔ کبھی دوسری طرف، وہ "فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ" کا، اور جو مشرک اپنے شرک میں پختہ، مضبوط اور اٹل ہو، وہ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ" کا مصداق ہے "يَّخْطَفُهُ الطَّيْرُ" سے مراد لوگوں کے ہاتھوں مارا جانا اور تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ" سے طبعی موت مرنا مراد ہو، اکثر مفسرین نے وجہ تشبیہ کے بیان میں اسی طرح کے احتمالات ذکر کئے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اُس کو (پریشان کر کے) راہ میں سے اُچک لیں گی۔ یا سب سے مُنکر ہو کر دہری ہو جائیگا

(۵۵) **شعائر اللہ کی تعظیم** یعنی شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں۔ جس کے دل میں پرہیزگاری کا مضمون اور خدائے واحد کا ڈر ہوگا وہ اُس کے نام لگی چیزوں کا ادب ضرور کریگا۔ یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا کا عاشق ہر اُس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اُس کی طرف منسوب ہو جائے۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ ع ۱۱

تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقرر وعدہ تک پھر اُن کو پہنچنا اُس قدیم گھر تک ف۵۶ اور ہر اُمت کے واسطے ہم نے

جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے جو اُن کو (اللہ نے دیے) سو اللہ تمہارا ایک اللہ

وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ

ہے سو اسی کے حکم میں رہو ف۵۷ اور بشارت سنا دے عاجزی کرنیوالوں کو ف۵۸ وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جائیں ان کے دل اور سہنے والے

ف۵۶ جھیلنے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ

اُس کو جو اُن پر پڑے ف۵۶ اور قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں ف۶۰ اور کعبہ کو چڑھانے کے اُونٹ ٹھہرائے ہیں ہمنے تمہارے

مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا

واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے سو پڑھو اُن پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے اُن کی کروٹ تو

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ

کھاؤ اُس میں سے ف۶۱ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو ف۶۲ اِسی طرح تمہارے بس میں کر دیا ہمنے اُن جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۶۳ اللہ کو

يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

نہیں پہنچتا اُن کا گوشت اور نہ اُن کا لہو لیکن اُس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب ف۶۴ اسی طرح اُن کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی

اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ بھجائی اور بشارت سُنا دے نیکی والوں کو ف۶۵ اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ایمان والوں سے ف۶۶ اللہ کو خوش

لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

نہیں آتا کوئی دغا باز ناشکرا ف۶۷

(۵۶) جانوروں میں انسان کے منافع | قدیم گھر بیت اللہ شریف ہے اور یہاں شاید تو سعًا سارا حرم مراد ہو، یعنی اُونٹ، گائے، بکری وغیرہ سے تم بہت فوائد حاصل کر سکتے ہو، مثلاً سواری کرو، دودھ پیو، نسل چلاؤ، اُون وغیرہ کو کام میں لاؤ، مگر یہ اُس وقت کہ اُن کو ہدی نہ بنائیں۔ "ہدی" بننے کے بعد اس قسم کا انتفاع (بدون شدید ترین ضرورت کے) نہیں کر سکتے۔ اب تو اُس کا عظیم الشان اُخروی فائدہ یہی ہے کہ کعبہ کے پاس لیجا کر خدا تعالیٰ کے نام پر قربان کر دو۔

(۵۷) ہر اُمّت میں قربانی عبادت تھی | یعنی اللہ کی نیاز کے طور پر مواشی قربان کرنا ہر دین سماوی میں عبادت قرار دی گئی ہے۔ اگر یہ عبادت غیر اللہ کی نیاز کے طور پر کرو گے تو شرک ہو جائیگا جس سے بہت پرہیز کرنا چاہئے موحد کا کام یہ ہے کہ قربانی اکیلے اسی خدا کے لئے کرے جس کے نام پر قربان کرنے کا تمام شرائع میں حکم رہا ہے۔ اس کے حکم سے باہر نہ ہو۔

(۵۸) مومنین کے لئے خوشخبری | یعنی اُن لوگوں کو رضائے الٰہی کی بشارت سُنا دیجئے جو صرف اُسی ایک خدا کا حکم مانتے ہیں اسی کے سامنے جھکتے ہیں اسی پر اُن کا دل جمتا ہے اور اسی کے جلال و جبروت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

(۵۹) مخبتین کے اوصاف | یعنی مصائب و شدائد کو صبر و استقلال سے برداشت کریں، کوئی سختی اُٹھا کر راہ حق سے قدم نہ ڈگمگائے

(۶۰) بیت اللہ تک پہنچنے میں بہت مصائب و شدائد پیش آتے ہیں، سفر میں اکثر نمازوں کے فوت ہونے یا قضا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، مال بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے، شاید اسی مناسبت سے ان اوصاف و خصال کا یہاں ذکر فرمایا۔

(۶۱) قربانی کے اُونٹوں کی تعظیم۔ اور نحر کا طریقہ | پہلے مطلق شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم تھا۔ اب تصریحًا بتلا دیا کہ اُونٹ وغیرہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ جن کی ذوات میں اور جن کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لئے بہت سی دنیوی و اُخروی بھلائیاں ہیں۔ تو عام ضابطہ کے موافق چاہئے کہ اللہ کا نام پاک لے کر اُن کو ذبح کرو۔ بالخصوص اُونٹ کے ذبح کا بہترین طریقہ نحر ہے کہ اُس کو

Brought To You By www.e-iqra.info

قبلہ رُخ کھڑا کر کے اور ایک ہاتھ داہنا یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگائیں۔ جب سارا خون نکل چکا وہ گر پڑا تب ٹکڑے کر کے استعمال کریں اور بہت اُونٹ ہوں تو قطار باندھ کر کھڑا کر لیں۔

(۶۲) یہ محتاج کی دو قسمیں بتلائیں۔ ایک جو صبر سے بیٹھا ہے، سوال نہیں کرتا۔ تھوڑا ملجائے تو اسی پر قناعت کرتا ہے دوسرا جو بیقرار ہو کر سوال کرتا پھرتا ہے کچھ ملجائے تب بھی قرار نہیں۔

(۶۳) **انسان کے لئے جانوروں کی تسخیر** یعنی ایسے بڑے بڑے جانور جو تم سے جثہ میں اور قوت میں کہیں زیادہ ہیں، تمہارے قبضہ میں کر دیے کہ تم ان سے طرح طرح کی خدمات لیتے ہو اور کیسی آسانی سے ذبح بھی کر لیتے ہو۔ یہ خُدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا چاہیئے نہ یہ کہ شرک کر کے اُلٹی ناشکری کرو۔

(۶۴) **قربانی کی روح اور فلسفہ** اس میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا۔ یعنی جانور کو ذبح کر کے محض گوشت کھانے کھلانے یا اُس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضاء کبھی حاصل نہیں کر سکتے نہ یہ گوشت اور خون اٹھ کر اُس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے اُس کے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوشدلی اور جوش محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اس کی اجازت سے اس کے نام پر اُس کے بیت کے پاس لیجا کر قربان کی۔ گویا اس قربانی کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کے لئے تیار ہیں، بس یہ ہی وہ تقویٰ ہے جس کا ذکر "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" میں کیا گیا تھا۔ اور جس کی بدولت خدا کا عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

(۶۵) **ذبح کرنے کے وقت کی تکبیر** یعنی "بسم اللہ اللہ اکبر اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ" کہہ کر ذبح کرو۔ اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے اپنی محبت و عبودیت کے اظہار کی کیسی اچھی راہ سجھا دی، اور ایک جانور کی قربانی کو گویا خود تمہاری جان قربان کرنے کے قائم مقام بنا دیا۔

(۶۶) **حج و عمرہ کی رکاوٹیں دور ہو جائینگی** "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" الخ میں اُن کفار کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج و عمرہ وغیرہ سے روکتے تھے۔ درمیان میں مسجد حرام اور اس کے متعلقات کی تعظیم و ادب کے احکام بیان فرمائے، اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی مسلمان مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ عنقریب دشمنوں سے اُن کا راستہ صاف کر دیگا۔ مسجد حرام تک پہنچنے اور اُس کے متعلق احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی مخالفانہ رکاوٹ باقی نہ رہے گی... بے خوف و خطر حج و عمرہ ادا کریں گے۔ گویا "وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ" میں جو بشارت دینے کا امر تھا اس کا ایک فرد یہ خوشخبری ہوئی۔

(۶۷) یعنی دغاباز ناشکر گذاروں کو اگر ایک خاص میعاد تک مہلت دیجائے تو یہ مت خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خوش آتے ہیں۔ یہ مہلت بعض مصالح اور حکمتوں کی بناء پر ہے۔ آخری انجام یہ ہی ہونا ہے کہ اہل حق غالب ہوں اور باطل پرستوں کو راستہ سے چھانٹ دیا جائے۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ

حکم ہوا اُن لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ اُن پر ظلم ہوا ف۶۸ اور اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے ف۶۹ وہ لوگ جن کو

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

نکالا اُن کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے ف۷۰ اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو

بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ

دوسرے سے توڑ ڈھائے جاتے ٹکئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور

وقف منزل

Brought To You By www.e-iqra.info

لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

اللہ مقرر مدد کرے گا اُسکی جو مدد کریگا اُس کی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ف۷۱ وہ لوگ کہ اگر ہم اُن کو قدرت دیں ملک میں تو

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ

وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں بُرائی سے ف۷۲ اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر

الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

ہر کام کا ف۷۳ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو اُن سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ ف۷۴ اور موسیٰ کو جھٹلایا ف۷۵ پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر پکڑ لیا اُن کو

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

تو کیسا ہوا میرا انکار ف۷۶ سو کتنی بستیاں ہمنے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ

چھتوں پر ف۷۷ اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے محل پکی کاری کے ف۷۸ کیا سیر نہیں کی ملک کی جو اُن کے دل

قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ

ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سُنتے ف۷۹ سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر

تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں ف۸۰

(۶۸) **کفار سے قتال کا حکم** جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے، حکم تھا کہ کفار کی سختیوں پر مسلمان صبر کریں اور ہاتھ روکے رکھیں چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ سال تک سخت زہرہ گداز مظالم کے مقابلہ میں بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ جب مدینہ "دارالاسلام" بن گیا اور مسلمانوں کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہوگئی تو مظلوم مسلمانوں کو جن سے کفار برابر لڑتے رہتے تھے اجازت ہوئی بلکہ حکم ہوا کہ ظالموں کے مقابلہ پر تلوار اٹھائیں۔ اور اپنی جماعت اور مذہب کی حفاظت کریں اس قسم کی کئی آیتیں اسی زمانہ میں نازل ہوئی ہیں۔

(۶۹) **مسلمانوں کی امداد کا وعدہ** یعنی اپنی قلت اور بے سروسامانی سے نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ مٹھی بھر فاقہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ تھا جیسے دنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقع پر اپنی شان وقار و استغناء دکھلانے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہاں تمہارا فلاں کام ہم کر سکتے ہیں۔ شاید یہ عنوان اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں جو کچھ کریں گے اپنی قدرت و اختیار سے کریں گے۔

(۷۰) **مہاجرین کی مدح** یعنی مسلمان مہاجرین جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اُن کا کوئی جرم نہ تھا نہ اُن پر کسی کا کوئی دعویٰ تھا، بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خدا کو اپنا رب کیوں کہتے ہیں۔ اینٹ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے۔ گویا ان پر سب سے بڑا اور سنگین الزام اگر لگایا جا سکتا ہے تو یہ ہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۷۱) جہاد کی حکمت | یعنی اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے قانون فطرت کی سخت خلاف ورزی ہوگی۔ اُس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے جنگ کرتی رہے اگر ایسا نہ ہوتا اور نیکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا بددین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔ کوئی عبادتگاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔

قانون حفاظت و مدافعت | بناءً علیہ ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں، قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر اُن کو دشمنانِ حق و صداقت پر غالب کرے بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اُس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقتور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔ بہرحال اُس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانون قدرت کے ماتحت تھا۔ اور یہ وہ عام قانون ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔ اگر مدافعت و حفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں نہ عیسائی راہبوں کے صومعے (کوٹھڑے) قائم رہتے نہ نصاریٰ کے گرجے نہ یہود کے عبادت خانے نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ یہ سب عبادت گاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دیجائے۔

(۷۲) مہاجرین کی فضیلت اور اُنکے اقتدار کی پیشگوئی | یہ اُن ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا۔ یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کرے گا جبکہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اُسے زمین کی سلطنت دیدیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذات خود بدی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اُن کو زمین کی حکومت عطاء کی اور جو پیشین گوئی کی گئی تھی حرف بحرف سچی ہوئی۔ فللہ الحمد علیٰ ذلک۔ اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اور اُن میں اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی۔

(۷۳) یعنی گو آج مسلمان کمزور اور کافر غالب و قوی نظر آتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کہ آخر کار اُنہیں منصور و غالب کر دے یا یہ مطلب کہ یہ اُمت خدا کا دین قائم کریگی ایک مدت تک آخر اللہ ہی جانے کیا ہوگا۔

(۷۴) جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔

(۷۵) یعنی مصر کے قبطیوں نے۔

(۷۶) سابقہ حالات سے کفار کو تنبیہ | یعنی مسلمانوں کے غلبہ و نصرت کے جو وعدے کئے جا رہے ہیں، کفار اپنی موجودہ کثرت و قوت کو دیکھتے ہوئے اُن کی تکذیب نہ کریں، یہ خدا کی ڈھیل ہے۔ پہلی قوموں نے بھی خدا کی چند روزہ ڈھیل سے دھوکہ کھا کر اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ آخر جب پکڑے گئے تو دیکھ لو اُنکا حشر کیسا ہوا۔ اور خدا نے اپنے عذاب سے ڈرا کر اُن کی شرارتوں پر جو انکار فرمایا تھا وہ کس طرح سامنے آگیا۔ اگلی آیت میں اسی کی تفصیل ہے۔

(۷۷) یعنی بنیادیں ہلنے سے اوّل چھتیں گر پڑیں پھر دیواریں اور سارا مکان گر کر چھت کے ڈھیر پر آرہا یہ اُن کے تہ و بالا ہونے کا نقشہ کھینچا ہے۔

(۷۸) عبرت کے اسباق | یعنی کنوئیں جن پر پانی کھینچنے والوں کی بھیڑ رہتی تھی، آج اُن میں کوئی ڈول پھانسنے والا نہ رہا۔ اور بڑے بڑے پختہ، بلند عالیشان، قلعی چونے کے محل ویران کھنڈر بن کر رہ گئے۔ جن میں کوئی بسنے والا نہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۷۹) یعنی اُن تباہ شدہ مقامات کے کھنڈر دیکھ کر غور و فکر نہ کیا، ورنہ اُن کو سچی بات کی سمجھ آجاتی اور کان کھل جاتے۔

(۸۰) یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے۔ گو اُس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں۔ اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھاپن وہ ہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں (العیاذ باللہ)

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ

اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا اپنا وعدہ ف۸۱ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے

مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ

جو تم گنتے ہو ف۸۲ اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے اُن کو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر میں نے اُن کو پکڑا اور

اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ ع ۱۳ ۶

میری طرف پھر کر آنا ہے ف۸۳ تو کہہ اے لوگو میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تم کو کھول کر ف۸۴ سو جو لوگ یقین لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

کیں بھلائیاں اُن کے گناہ بخش دیتے ہیں اور اُن کو روزی ہے عزت کی ف۸۵ اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰٓى

وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ

شیطان نے ملا دیا اُسکے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی باتیں

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لا

اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا ف۸۶

(۸۱) یعنی عذاب اپنے وقت پر یقیناً آکر رہیگا۔ استہزاء و تکذیب کی راہ سے جلدی مچانا فضول ہے۔

(۸۲) **آخرت کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے** | یعنی تمہارے ہزار برس اُس کے یہاں ایک دن کی برابر ہیں۔ جیسے مجرم آج اُس کے قبضہ میں ہے ہزار برس گذرنے کے بعد بھی اُسی طرح اُس کے قبضہ و اقتدار کے نیچے ہے۔ کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔ یا یہ مطلب کہ ہزار برس کا کام وہ ایک دن میں کر سکتا ہے۔ مگر کرتا وہی ہے جو اُس کی حکمت و مصلحت کے موافق ہو۔ کسی کے جلدی مچانے سے وہاں کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ یا یوں کہا جائے کہ اُخروی عذاب کا وعدہ ضرور آکر رہے گا۔ یعنی قیامت آئیگی اور تم کو پوری سزا ملیگی۔ آگے قیامت کے دن کا بیان ہوا کہ وہ ایک دن اپنی شدت و ہول کے لحاظ سے ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پھر ایسی مصیبت کو بلانے کے لئے کیوں جلدی مچاتے ہو۔

(۸۳) **اللہ کی ڈھیل پر بے فکر نہ ہوں** | یعنی کیا ڈھیل دینے سے وہ کہیں نکل کر بھاگ گئیں آخر سب کو لوٹ کر ہماری ہی طرف آنا پڑا۔ اور ہم نے اُن کو پکڑ کر تباہ کر دیا۔

(۸۴) **رسول اللہ کا فرضِ منصبی** | یعنی میرا کام آگاہ و ہشیار کر دینا ہے۔ عذاب کا لے آنا میرے قبضہ میں نہیں خدا ہی کے قبضہ میں ہے کہ

Brought To You By www.e-iqra.info

سب مطیع و عاصی کا فیصلہ کرے اور ہر ایک کو اُس کے مناسب حال جگہ پر پہنچائے۔

(۸۵) یعنی جنت میں میوے پھل اور عمدہ عمدہ الوانِ نعمت اور حق تعالےٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

(۸۶) آیاتِ وحی میں شیطانی شبہات آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اپنے پیشرو حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی روش اختیار فرمائی ہے جس کی طرف حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے بھی "حجۃ اللہ البالغہ" کے آخر میں اشارہ کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ "موضح القرآن" میں لکھتے ہیں "نبی کو ایک حکم (یا ایک خبر) اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اُس میں ہرگز ذرہ بھر تفاوت نہیں ہو سکتا۔ اور ایک اپنے دل کا خیال (اور رائے کا اجتہاد) ہے وہ کبھی ٹھیک پڑتا ہے کبھی نہیں۔ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا (اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے) کہ آپ مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ کیا۔ خیال میں آیا کہ شاید امسال ایسا ہوگا (چنانچہ عمرہ کی نیت سے سفر شروع کیا۔ لیکن درمیان میں احرام کھولنا پڑا) اور اگلے سال خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ یا وعدہ ہوا کہ کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں۔ اس میں نہ ہوا، بعد کو ہوا۔ پھر اللہ جتلا دیتا ہے کہ جتنا حکم یا وعدہ تھا اس میں سرِ مو تفاوت نہیں"۔ ہاں نبی کے ذاتی خیال و اجتہاد میں تفاوت ہو سکتا ہے گو نبی اصل پیشینگوئی کے ساتھ ملا کر اپنے ذاتی خیال کی اشاعت نہیں کرتا بلکہ دونوں کو الگ رکھتا ہے۔ باقی اس صورت میں "القاء" کی نسبت شیطان کی طرف ویسی ہوگی جیسے "وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ" میں "اِنْسَاء" کی نسبت اُس کی طرف کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔ احقر کے نزدیک بہترین اور سہل ترین تفسیر وہ ہے جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے۔ یعنی "تمنّی" کو بمعنی قراءت و تلاوت یا تحدیث کے اور "اُمنیت" کو بمعنی متلوّ یا حدیث کے لیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ قدیم سے یہ عادت رہی ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا یا اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتا ہے۔ شیطان اُس بیان کی ہوئی بات یا آیت میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے۔ یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر کے شکوک و شبہات پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً نبی نے آیت "حُرِّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ" الخ پڑھ کر سنائی، شیطان نے شبہ ڈالا کہ دیکھو اپنا مارا ہوا تو حلال اور اللہ کا مارا ہوا حرام کہتے ہیں۔ یا آپ نے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ پڑھا۔ اُس نے شبہ ڈالا کہ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ میں حضرت مسیح و عزیر اور ملائکۃ اللہ بھی شامل ہیں۔ یا آپ نے حضرت مسیح کے متعلق پڑھا كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ شیطان نے سجھایا کہ اس سے حضرت مسیح کی ابنیت و الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ اس القاء شیطانی کے ابطال در دیں پیغمبر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی وہ آیات سناتے ہیں جو بالکل صاف اور محکم ہوں اور ایسی پکی باتیں بتلاتے ہیں جن کو سُن کر شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہ رہے۔

آیاتِ محکمات سے شیطانی شبہات کا علاج گویا "متشابہات" کی ظاہری سطح کو لے کر شیطان جو اغواء کرتا ہے "آیات محکمات" اُس کی جڑ کاٹ دیتی ہیں جنہیں سُن کر تمام شکوک و شبہات ایک دم کافور ہو جاتے ہیں۔ یہ دو قسم کی آیتیں کیوں اُتاری جاتی ہیں؟ شیاطین کو اتنی وسوسہ اندازی اور تصرف کا موقع کیوں دیا جاتا ہے؟ اور آیات کا جو احکام بعد کو کیا جاتا ہے ابتداء ہی سے کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ یہ سب اُمور حق تعالیٰ کی غیر محدود علم و حکمت سے ناشی ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو علماً و عملاً دار امتحان بنایا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی کارروائی میں بندوں کی جانچ ہے کہ کون شخص اپنے دل کی بیماری یا سختی کی وجہ سے پادر ہوا شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور کون سمجھ دار آدمی اپنے علم و تحقیق کی قوت سے ایمان و اخبات کے مقام بلند پر پہنچ کر دم لیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آدمی نیک نیتی اور ایمانداری سے سمجھنا چاہے تو اللہ تعالیٰ دستگیری فرما کر اس کو سیدھی راہ پر قائم فرما دیتے ہیں۔ رہے منکرین و مشککین اُن کو قیامت تک اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا ہے ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ ہماری اس تقریر میں دور تک کئی آیتوں کا مطلب بیان ہو گیا۔ سمجھ دار آدمی

Brought To You By www.e-iqra.info

اس کے اجزاء کو آیات کے اجزاء پر بے تکلف منطبق کر سکتا ہے۔ یہ آیات جیسا کہ ہم نے سورۂ "آل عمران" کے شروع میں بیان کیا تھا "هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ الخ سے بہت مشابہ ہیں۔ چنانچہ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ" میں متشابہات کا اور ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ میں "محکمات" کا ذکر ہوا۔ اور لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً الخ میں زائغین کی دو قسمیں مذکور ہوئیں۔ جن میں اَلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کا کام ابتغاء تاویل، اور اَلْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ کی غرض ابتغاء فتنہ ہے آگے لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ کو آیۃ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ الخ کی جگہ سمجھو اور وہاں جو دعاء رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا سے کی تھی یہاں اس کی اجابت کا ذکر اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ میں کیا گیا۔ اور رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ کے مناسب۔ "وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ" الی قولہ۔ "یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ" ہوئی (تنبیہ) آیت حاضرہ کے تحت میں مفسرین نے جو قصہ "غرانیق" کا ذکر کیا ہے اس پر بحث کا یہاں موقع نہیں۔ شاید سورۂ نجم میں کچھ لکھنے کی نوبت آئے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں بہت بسط سے اس پر کلام کیا ہے۔ بہرحال آیت کا مطلب سلف کی تفسیر کے موافق بالکل صاف ہے گویا یہ تفصیل اس کی ہوئی جو اوپر وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ میں ابطال آیات اللہ کی سعی کا ذکر تھا۔

لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ

اس واسطے کہ جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے جانچے اُن کو کہ جن کے دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور گنہگار

الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کریں وہ لوگ جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے

فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۴﴾

پھر اس پر یقین لائیں اور نرم ہو جائیں اُسکے آگے اُنکے دل اور اللہ سمجھانیوالا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی ف۸۷

وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ

اور منکروں کو ہمیشہ رہے گا اُس میں دھوکا جب تک کہ آپہنچے اُن پر قیامت بیخبری میں یا آپہنچے اُن پر آفت ایسے دن کی

یَوْمٍ عَقِیْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ

جس میں راہ نہیں خلاصی کی ف۸۸ راج اُس دن اللہ کا ہے اُن میں فیصلہ کریگا ف۸۹ سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں نعمت

جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۵۷﴾ ع

کے باغوں میں ہیں۔ اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں سو اُن کے لئے ہے ذلت کا عذاب

(۸۷) اہل باطل کی آزمائش "موضح القرآن" میں ہے "یعنی اس میں گمراہ بہکتے ہیں سو اُن کا کام ہے بہکنا، اور ایمان والے اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندہ کا دخل نہیں۔ اگر ہوتا تو یہ بھی بندہ کے خیال کی طرح کبھی صحیح غلط نکلتا۔ اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو، اللہ اس

ف۸۸ یہاں تک کہ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کو یہ بات سمجھاتا ہے۔" حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ فائدہ اپنے مذاق کے موافق لکھا ہے۔ ہمارا جو خیال ہے اس کی تقریر گذشتہ فائدہ میں گذر چکی۔ واللہ اعلم۔

(۸۸) **منکرین قیامت تک دھوکے میں رہینگے** | یعنی نفس قیامت کا ہولناک حادثہ اچانک آپہنچے یا اُسی قیامت کے دن کا عذاب سامنے آجائے۔ اور ممکن ہے "عَذَابَ يَوْمٍ عَقِيمٍ" سے دنیا کا عذاب مراد ہو۔ یعنی دنیا ہی میں سزا ملجائے جس سے کوئی رستگاری کی شکل نہیں۔

(۸۹) یعنی قیامت کے دن اکیلے خدا کی بادشاہت کام کرے گی۔ کسی کی ظاہری و مجازی حکومت برائے نام بھی باقی نہ رہے گی۔ اُسوقت سب دنیا کا بیک وقت عملی فیصلہ ہوجائیگا۔ جس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ اُن کو دیگا اللہ روزی خاصی اور اللہ ہے

لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۵۸ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۵۹

سب سے بہتر روزی دینے والا البتہ پہنچائے گا اُن کو ایک جگہ جس کو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا ف۹۰

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

یہ سن چکے اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اُس کو دُکھ دیا تھا پھر اُس پر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اُس کی مدد کریگا اللہ ف۹۱ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا

غَفُوْرٌ ۝۶۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ

بخشنے والا ہے ف۹۲ یہ اس واسطے کہ اللہ لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں ف۹۳ اور اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۶۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

سُنتا دیکھتا ہے ف۹۴ یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو پکارتے ہیں اُس کے سوائے وہی ہے غلط

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۶۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ

اور اللہ وہی ہے سب سے اُوپر بڑا ف۹۵ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی پھر زمین ہو

الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۶۳

جاتی ہے سرسبز ف۹۶ بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے ف۹۷

(۹۰) **اللہ کے لئے ہجرت کرنیوالوں کے انعامات** | مومنین کا انجام پہلے بتلایا تھا، یہاں ان میں سے ایک ممتاز جماعت کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا۔ یعنی جو لوگ خدا کے راستہ میں گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے خواہ وہ لڑائی میں شہید ہوں یا طبعی موت سے مریں دونوں صورتوں میں اللہ کے ہاں اُن کی خاص مہمانی ہوگی۔ کھانا، پینا، رہنا سہنا سب ان کی مرضی کے موافق ہوگا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کس چیز سے راضی ہونگے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کن لوگوں نے خالص اُس کے راستہ میں اپنا گھر بار ترک کیا ہے۔ ایسے مہاجرین و مجاہدین کی

ف۹۰ ایسی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

گذاشتوں پر حق تعالیٰ تحمل کریگا۔ اور شان عفو سے کام لیگا یا "علیم" و "حلیم" کی صفات اس غرض سے ذکر کیں کہ اللہ سب کو جانتا ہے۔ ان کو بھی جنہوں نے ایسے مخلص بندوں کو تکلیفیں دیکر گھر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ لیکن اپنی بردباری کی وجہ سے فوراً سزا نہیں دیتا۔

(۹۱) **مظلوم کی مدد کا وعدہ** یعنی مظلوم اگر ظالم سے واجبی بدلہ لے لے۔ پھر از سر نو ظالم اُس پر زیادتی کرے تو وہ پھر مظلوم ٹھہر گیا، حق تعالیٰ پھر مدد کرے گا جیسا کہ اس کی عادت ہے کہ مظلوم کی آخر حمایت کرتا ہے۔ "وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ" بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ۔ اجابت از در حق بہر استقبال می آید۔

(۹۲) یعنی بندوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے ذاتی اور معاشری معاملات میں عفو و درگذر کی عادت سیکھیں۔ ہر وقت بدلہ لینے کے درپے نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی واجبی بدلہ لینے والے کو خدا عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا" بدر" کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذاء کا۔ پھر کافر "اُحد" و "احزاب" میں زیادتی کرنے کو آئے۔ پھر اللہ نے پوری مدد کی۔"

(۹۳) **اللہ کی قدرت کاملہ** یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا الٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اُسی کے ہاتھ میں ہے اسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے، کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو امداد دیکر ظالموں کے پنجہ سے نکالدے بلکہ اُن پر غالب و مسلط کردے۔ پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا اس آیت میں اشارہ فرمادیا کہ عنقریب حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسیطرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کردیگا۔

(۹۴) یعنی مظلوم کی فریاد سُنتا اور ظالم کی کرتوت دیکھتا ہے۔

(۹۵) یعنی اللہ کے سوا ایسے عظیم الشان انقلابات اور کس سے ہوسکتے ہیں۔ واقع میں صحیح اور سچا خدا تو وہ ہی ایک ہے باقی اُسکو چھوڑ کر خدائی کے جو دوسرے پاکھنڈ پھیلائے گئے ہیں سب غلط، جھوٹ اور باطل ہیں۔ اُسی کو خدا کہنا اور معبود بنانا چاہیئے جو سب سے اوپر اور سب سے بڑا ہے اور یہ شان بالاتفاق اسی ایک اللہ کی ہے۔

(۹۶) اسی طرح کفر کی خشک و ویران زمین کو اسلام کی بارش سے سبزہ زار بنادیگا۔

(۹۷) **اللہ کی تدبیر اور تصرف** وہ ہی جانتا ہے کہ کس طرح بارش کے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے۔ قدرت اندر ہی اندر ایسی تدبیر و تصرف کرتی ہے کہ خشک زمین پانی وغیرہ کے اجزاء کو اپنے اندر جذب کرکے سرسبز و شاداب ہوجائے۔ اسی طرح وہ اپنی مہربانی، لطیف تدبیر و تربیت، اور کمال خبرداری و آگاہی سے قلوب بنی آدم کو فیوض اسلام کا مینہ برسا کر سرسبز و شاداب بنادیگا۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ ع ۸ ۱۵

اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا تعریفوں والا ف۹۸ تو نے نہ دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ

کہ اللہ نے بس میں کر دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اُسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہے آسمان کو

اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اُس کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرنے والا مہربان ہے ف۹۹ اور اُسی نے

۱ سب خوبیوں والا۔ ۲ سنبھال رکھا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا

تم کو جلایا پھر مارتا ہے پھر زندہ کریگا ف۱۰۰ بیشک انسان ناشکرہے ف۱۰۱ ہر اُمت کے لئے ہمنے مقرر کردی ایک راہ بندگی کی

هُمْ نَاسِکُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّکَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ ؕ اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی

کہ وہ اُسی طرح کرتے ہیں بندگی سو چاہئے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف بیشک تو ہے سیدھی راہ پر

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْکَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ

سوجھ والا اور اگر تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کریگا تم میں قیامت

الْقِیٰمَةِ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَ

کے دن جس چیز میں تمہاری راہ جُدا جُدا تھی ف۱۰۲ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

الْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۷۰﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

زمین میں یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں یہ اللہ پر آسان ہے ف۱۰۳ اور پوجتے ہیں اللہ کے

اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ

سوائے اس چیز کو جس کی سند نہیں اُتاری اُس نے اور جس کی خبر نہیں اُن کو ف۱۰۴ اور بے انصافوں کا کوئی نہیں

نَّصِیْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمُنْکَرَ ؕ

مددگار ف۱۰۵ اور جب سنائے اُن کو ہماری آیتیں صاف تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی[1] بُری شکل

یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمْ ؕ

نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں اُن پر جو پڑھتے ہیں اُن کے پاس ہماری آیتیں ف۱۰۶ تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ایک چیز اس سے بدتر

اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۲﴾ ع ۹ ۱۲

وہ آگ ہے اس کا وعدہ کردیا ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ ف۱۰۷

(۹۸) یعنی آسمان وزمین کی تمام چیزیں جب اسی کی مملوک ومخلوق ہیں اور سب کو اس کی احتیاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں تو اُن میں جس طرح چاہے تصرف اور ادل بدل کرے، کوئی مانع ومزاحم نہیں ہوسکتا۔ البتہ باوجود غنائے تام اور اقتدار کامل کے کرتا وہی ہے جو سراپا حکمت ومصلحت ہو۔ اُس کے تمام افعال محمود ہیں اور اُس کی ذات تمام خوبیوں اور صفات حمیدہ کی جامع ہے۔

(۹۹) بحر وبر کی تسخیر | یعنی اُس کو تمہاری یا کسی کی کیا پروا تھی۔ محض شفقت ومہربانی دیکھو کہ کس طرح خشکی اور تری کی چیزوں کو تمہارے قابو میں کردیا۔ پھر اسی نے اپنے دستِ قدرت سے آسمان، چاند، سورج اور ستاروں کو اس فضائے ہوائی میں بدون کسی ظاہری کھمبے یا ستون کے تھام رکھا ہے جو اپنی جگہ سے نیچے نہیں سرکتے۔ ورنہ گر گر اور ٹکرا کر تمہاری زمین کو پاش پاش کردیتے۔ جب تک اُس کا حکم نہ ہو یہ کُرات یوں ہی اپنی جگہ قائم رہیں گے مجال نہیں کہ ایک انچہ سرک جائیں۔ "اِلَّا بِاِذْنِهٖ" کا استثناء محض اثبات قدرت کی تاکید کے لئے

[1] پرنا خوشی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

ہے۔ یا شاید قیامت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۰) اسی طرح کفر و جہل سے جو قوم روحانی موت مر چکی تھی، ایمان و معرفت کی روح سے اُس کو زندہ کر دیگا۔

(۱۰۱) **انسان ناشکرا ہے** یعنی اتنے احسانات و انعامات دیکھ کر بھی اس کا حق نہیں مانتا۔ منعم حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکنے لگتا ہے۔

(۱۰۲) **آنحضرتؐ کو تسلی اور دعوت کا حکم** تمام انبیاء اصول دین میں متفق رہے ہیں۔ البتہ ہر اُمّت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی صورتیں مختلف زمانوں میں مختلف مقرر کی ہیں جن کے موافق وہ اُمتیں خدا کی عبادت بجالاتی رہیں۔ اس اُمّتِ محمدیہ کے لئے بھی ایک خاص شریعت بھیجی گئی لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا۔ بجز اللہ کے کبھی کسی دوسری چیز کی عبادت مقرر نہیں کی گئی۔ اس لئے توحید وغیرہ کے ان متفق علیہ کاموں میں جھگڑا کرنا کسی کو کسی حال زیبا نہیں۔ جب ایسی کھلی ہوئی چیز میں بھی حجتیں نکالی جائیں تو آپ کچھ پروا نہ کریں۔ آپ جس سیدھی راہ پر قائم ہیں لوگوں کو اسی طرف بُلاتے رہیئے۔ اور خواہ مخواہ کے جھگڑے نکالنے والوں کا معاملہ خدائے واحد کے سپرد کیجئے وہ خود اُن کی تمام حرکات سے خوب واقف ہے قیامت کے دن ان کے تمام اختلافات اور جھگڑوں کا عملی فیصلہ کر دیگا۔ آپ دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے ان کی فکر میں زیادہ درد سری نہ اٹھائیں۔ ایسے ضدی معاندین کا علاج خدا کے پاس ہے (تنبیہ) "فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ" کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہر اُمّت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جُداگانہ دستور العمل مقرر کیا ہے۔ پھر اُس پیغمبر کی اُمّت کیلئے نئی شریعت آئی تو جھگڑنے کی کیا بات ہے۔ بعض مفسرین نے "مَنْسَكًا" کے معنی ذبح و قربانی کے لئے ہیں، مگر اقرب وہ ہی ہے جو مترجم محقق قدس اللہ روحہٗ نے اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۳) **اللہ تعالیٰ کا علم محیط** یعنی کچھ ان کے اعمال پر منحصر نہیں، اللہ تعالیٰ کا علم تو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو محیط ہے اور بعض مصالح اور حکمتوں کی بناء پر اسی علم کے موافق تمام واقعات "لوح محفوظ" میں اور بنی آدم کے تمام اعمال اُن کے اعمالناموں میں لکھ بھی دئے گئے ہیں اسی کے موافق قیامت کے دن فیصلہ ہوگا۔ اور اتنی بیشمار چیزوں کا ٹھیک ٹھیک جاننا اور لکھ دینا اور اُسی کے مطابق ہر ایک کا فیصلہ کرنا، اُن میں سے کوئی بات اللہ کے ہاں مشکل نہیں۔ جس میں کچھ تکلیف یا دقت اُٹھانی پڑے۔

(۱۰۴) **آباؤ اجداد کی اندھی تقلید** محض باپ دادوں کی کورانہ تقلید میں ایسا کرتے ہیں، کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہیں رکھتے۔

(۱۰۵) سب سے بڑا ظلم اور بے انصافی یہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے۔ سو ایسے ظالم اور بے انصاف لوگ خوب یاد رکھیں کہ اُن کے شرکاء مصیبت پڑنے پر کچھ کام نہ آئیں گے نہ اور کوئی اُس وقت مدد کر سکیگا۔

(۱۰۶) **آیاتِ قرآن پر کفار کا غیظ و غضب** یعنی قرآن کی آیتیں (جو توحید وغیرہ کے صاف بیانات پر مشتمل ہیں) سُن کر کفار و مشرکین کے چہرے بگڑ جاتے اور مارے ناخوشی کے تیوریاں بدلجاتی ہیں۔ حتیٰ کہ شدت غیظ و غضب سے پاگل ہو کر چاہتے ہیں کہ آیات سنانے والوں پر حملہ کر دیں چنانچہ بعض اوقات کر بھی گذرتے ہیں۔

(۱۰۷) یعنی تمہارے اس غیظ و غضب اور ناگواری سے بڑھ کر جو آیات اللہ کے پڑھے جانے پر پیدا ہوتی ہے، ایک سخت بُری ناگوار چیز اور ہے جس پر کسی طرح صبر ہی نہ کر سکو گے۔ وہ دوزخ کی آگ جس کا وعدہ کافروں سے کیا جا چکا ہے۔ دونوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کر لو کہ کونسا تلخ گھونٹ پینا تم کو نسبتہً آسان ہوگا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن

اے لوگو ایک مثل کہی ہے سو اس پر کان رکھو (۱۰۸) جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ

Brought To You By www.e-iqra.info

يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ

بنا سکینگے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہوجائیں اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۷۴ اَللّٰهُ

چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے ف۱۰۹ اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسی اُس کی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱۱۰ اللہ

يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۷۵ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانیوالے اور آدمیوں میں ف۱۱۱ اللہ سُنتا دیکھتا ہے ف۱۱۲ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۷۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا

اور جو کچھ اُن کے پیچھے اور اللہ تک پہنچے ہے ہر کام کی ف۱۱۳ اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو

وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۷۷ السجدة

اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۱۱۴

(۱۰۸) **شرک کی مثال** یہ توحید کے مقابلہ میں شرک کی شناعت و قبح ظاہر کرنے کے لئے مثال بیان فرمائی جسے کان لگا کر سُننا اور غور و فکر سے سمجھنا چاہیئے۔ تاایسی رکیک و ذلیل حرکت سے باز رہو۔

(۱۰۹) **شرکاء اور مشرکین کمزور ہیں** یعنی مکھی بہت ہی ادنیٰ اور حقیر جانور ہے۔ جن چیزوں میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ سب مل کر ایک مکھی پیدا کر دیں، یا مکھی اُن کے چڑھاوے وغیرہ میں سے کوئی چیز بھگا لے جائے تو اس سے واپس لے سکیں اُن کو "خالق السماوات و الارضین" کے ساتھ معبودیت اور خدائی کی کرسی پر بٹھا دینا کس قدر بے حیائی حماقت اور شرمناک گستاخی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مکھی بھی کمزور اور بتوں سے بڑھ کر اُن کا پوجنے والا کمزور ہے جس نے ایسی حقیر اور کمزور چیز کو اپنا معبود و حاجت روا بنا لیا۔

(۱۱۰) **اللہ قوت والا اور زبردست ہے** سمجھتے تو ایسی گستاخی کیوں کرتے۔ کیا اللہ کی شان رفیع اور قدر و منزلت اتنی ہے کہ ایسی کمزور چیزوں کو اس کا ہمسر بنا دیا جائے؟ (العیاذ باللہ) اُس کی قوت و عزت کے سامنے تو بڑے بڑے مقرب فرشتے اور پیغمبر بھی مجبور و بے بس ہیں۔ آگے اُن کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۱) **فرشتوں اور انسانوں میں سے اللہ کے پیغمبر** یعنی بعض فرشتوں سے پیغامبری کا کام لیتا ہے (مثلاً جبریل علیہ السلام) اور بعض انسانوں سے جن کو خدا اس منصب کے لئے انتخاب فرمائیگا ظاہر ہے اُن کا درجہ تمام خلائق سے اعلیٰ ہونا چاہیئے۔

(۱۱۲) یعنی اُن کی تمام باتوں کو اور اُن کے ماضی و مستقبل کے تمام احوال کو دیکھتا ہے اس لئے وہ ہی حق رکھتا ہے کہ جس کے احوال و استعداد پر نظر کر کے منصب رسالت پر فائز کرنا چاہے فائز کر دے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام رکوع ۱۵) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی وہ فرشتے اعلیٰ ہیں اُن کو (یعنی اُن کی ہدایات کو) چھوڑ کر بتوں کو مانتے ہو" کس قدر بے تکی بات ہے۔

(۱۱۳) یعنی وہ بھی اختیار نہیں رکھتے، اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے (کذا فی الموضح)۔

(۱۱۴) **مومنین کو عبادت کا حکم** شرک کی تقبیح اور مشرکین کی تفضیح کے بعد مومنین کو خطاب فرماتے ہیں کہ تم اکیلے اپنے رب کی بندگی پر لگے رہو اسی کے آگے جھکو، اُسی کے حضور میں پیشانی ٹیکو، اور اُسی کے لئے دوسرے بھلائی کے کام کرو۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہئے اُسکے واسطے محنت ف۱۱۵ اس نے تم کو پسند کیا ف۱۱۶ اور نہیں رکھی تم پر

الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ

دین میں کچھ مشکل ف۱۱۷ دین تمہارے باپ ابراہیم کا ف۱۱۸ اُسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے

قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ

سے اور اس قرآن میں ف۱۱۹ تاکہ رسول ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتلانے والے لوگوں پر ف۱۲۰

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ

سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب

الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾

مالک ہے اور خوب مددگار ف۱۲۱

(۱۱۵) **مومنین کو مجاہدہ کا حکم** اپنے نفس کو درست رکھنے اور دنیا کو درستی پر لانے کے لئے پوری محنت کرو جو اتنے بڑے اہم مقصد کے شایان شان ہو۔ آخر دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے کتنی محنتیں اٹھاتے ہو۔ یہ تو دین کا اور آخرت کی دائمی کامیابی کا راستہ ہے جس میں جس قدر محنت برداشت کی جائے انصافاً تھوڑی ہے (تنبیہ) لفظ "مجاہدہ" میں ہر قسم کی زبانی، قلمی، مالی، بدنی کوشش شامل ہے اور "جہاد" کی تمام قسمیں (جہاد مع النفس، جہاد مع الشیطان، جہاد مع الکفار، جہاد مع البغاۃ جہاد مع المبطلین) اسکے نیچے مندرج ہیں

(۱۱۶) **آنحضرت کی فضیلت** کہ سب سے اعلیٰ و افضل پیغمبر دیا اور تمام شرائع سے اکمل شریعت عنایت کی، تمام دنیا میں خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے تم کو چھانٹ لیا اور سب اُمتوں پر فضیلت بخشی۔

(۱۱۷) **دین میں کوئی تنگی نہیں** دین میں کوئی ایسی مشکل نہیں رکھی جس کا اُٹھانا کٹھن ہو۔ احکام میں ہر طرح کی رخصتوں اور سہولتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم خود اپنے اُوپر ایک آسان چیز کو مشکل بنالو۔

(۱۱۸) ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور کے اجداد میں ہیں اس لئے ساری اُمت کے باپ ہوئے، یا یہ مراد ہو کہ عربوں کے باپ ہیں کیونکہ اولین مخاطب قرآن کے وہ ہی تھے۔

(۱۱۹) **تمہارا دینی نام مسلم ہے** یعنی اللہ نے پہلے کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام "مُسْلِمٌ" رکھا (جس کے معنی حکمبردار[1] اور وفا شعار کے ہیں) یا ابراہیم نے پہلے تمہارا یہ نام رکھا تھا جبکہ دعاء میں کہا "وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ" بقرہ رکوع ۱۵) اور اس قرآن میں شاید اُن ہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو۔ بہرحال تمہارا نام "مسلم" ہے گو اور اُمتیں بھی مسلم تھیں مگر لقب یہ تمہارا ہی ٹھہرا ہے سو اس کی لاج رکھنی چاہئے۔

(۱۲۰) **اُمّت محمدیہ کی فضیلت** یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور اُمتوں کو سکھاؤ اور رسول تم کو سکھائے اور یہ اُمت جو سب سے پیچھے آئی یہ ہی غرض ہے کہ تمام امتوں کی غلطیاں درست کرے اور سب کو سیدھی راہ بتلائے۔ گویا جو مجد و شرف اس کو ملا ہے اسی وجہ سے ہے کہ یہ دنیا کے لئے معلم اور تبلیغی جہاد کرے۔ (تنبیہ) دوسرے مفسرین نے "شہید" اور "شہداء" کو بمعنی "گواہ" لیا ہے۔

[1] حکمبردار۔

Brought To You By www.e-iqra.info

قیامت کے دن جب دوسری اُمتیں انکار کریں گی کہ پیغمبروں نے ہم کو تبلیغ نہیں کی اور پیغمبروں سے گواہ مانگے جائیں گے تو وہ اُمّت محمدیہ کو بطور گواہ پیش کریں گے۔ یہ اُمّت گواہی دیگی کہ بیشک پیغمبروں نے دعوت و تبلیغ کر کے خدا کی حجت قائم کر دی تھی۔ جب سوال ہوگا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ جواب دیں گے کہ ہمارے نبی نے اطلاع کی جس کی صداقت پر خدا کی محفوظ کتاب (قرآن کریم) گواہ ہے۔ گویا یہ فضل و شرف اس لئے دیا گیا کہ تم کو ایک بڑے عظیم الشان مقدّمہ میں بطور معزز گواہ کے کھڑا ہونا ہے۔ لیکن تمہاری گواہی کی سماعت اور وقعت بھی تمہارے پیغمبر کے طفیل میں ہے کہ وہ تمہارا تزکیہ کریں گے۔

(۱۲۱) **مسلمانوں کو عبادت اور اتحاد کا حکم** | یعنی انعامات الٰہیہ کی قدر کرو، اپنے نام و لقب اور فضل و شرف کی لاج رکھو، اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اس لئے اوّل اپنے کو نمونہ عمل بناؤ۔ نماز، زکوٰۃ (بالفاظ دیگر بدنی و مالی عبادات) میں کوتاہی نہ ہونے پائے، ہر کام میں اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑے رہو۔ ذرا بھی قدم جادہ حق سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔ اُس کے فضل و رحمت پر اعتماد رکھو تمام کمزور سہارے چھوڑ دو، تنہا اُسی کو اپنا مولا اور مالک سمجھو، اُس سے اچھا مالک و مددگار اور کون ملیگا؟ رَبِّ اجْعَلْنَا مِنْ مُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمُؤْتِي الزَّكٰوةِ وَالْمُعْتَصِمِينَ بِكَ وَالْمُتَوَكِّلِينَ عَلَيْكَ فَأَنْتَ مَوْلَانَا وَنَاصِرُنَا فَنِعْمَ الْمَوْلٰى أَنْتَ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔

تم سورۃ الحج بفضلہ و منّہ فلہ الحمد و علیٰ نبیہ الصّلوٰۃ و التسلیم

Brought To You By www.e-iqra.info